عنوان	حدتِ عشق
لکھاری	مریم راجپوت
پلیٹ فارم	ناول ہی ناول "اور" آن لائن ویب چینل
پبلیشر	ناول ہی ناول "اور" آن لائن ویب چینل
ویب سائیٹ	NovelHiNovel.Com & OnlineWebChannel.Com
واٹس ایپ	+923155734959
جی میل	NovelHiNovel@Gmail.Com OnlineWebChannel @Gmail.Com

OWC NHN OWC NHN
NovelHiNovel.Com
OnlineWebChannel.Com

انتباہ !

یہ ناول "ناول ہی ناول" اور "آن لائن ویب چینل "کی ویب سائٹ نے لکھاری کی فرمائش پر آپ سب کے لیے پیش کیا ہے۔

اس ناول کا سارا کریڈٹ رائٹر کو جاتا ہے۔اس ناول میں غلطیاں بھی ممکن ہیں کیونکہ انسان خطا کا پتلا ہے تو اس ناول کی غلطیوں کی زمہ دار ویب نہیں ہو گی صرف اور صرف رائٹر ہی ہو گا ویب نے صرف اسے بہتر انداز سے سنوار کر آپ سب کے سامنے پیش کیا ہے۔اس ناول کو پڑھیے اور اس پر تبصرہ کر کے رائٹر کی حوصلہ افزائی کیجیے۔

اپنے ناولوں کا پی ڈی ایف بنوانے کے لیے واٹس ایپ پر رابطہ کریں

+923155734959

اس ناول کے تمام رائٹس "ناول ہی ناول"، " آن لائن ویب چینل "اور لکھاری کے پاس محفوظ ہیں۔ لکھاری یا ادارے کی اجازت کے بغیر ناول کاپی کرنا یا کسی حصہ کو شائع کرنا قانوناً جُرم ہے،

Novel Hi Novel & Online Web Channel

السلامُ علیکم !

"ناول ہی ناول" اور "آن لائن ویب چینل" آپ کے لیے لایا ایک سنہری موقع

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنے قلم کی آواز کو لوگوں تک پہچانا چاہتے ہیں، تو اپنی لکھی گئی کوئی بھی تحریر (حمد، نعت، ناول، افسانہ، آرٹیکل، ریسیپی، نظم، غزل، اقوال) یا جو بھی آپ کے ذہن میں ہو اور آپ لکھنا چاہتے ہیں، ہم تک پہچائیں۔ "ناول ہی ناول" اور "آن لائن ویب چینل" بنے گا وہ سیڑھی جو آپ کو آپ کی پسندیدہ ویب سائیٹ تک پہنچانے کا ذریعہ بنے گا۔ اگر آپ اپنی تحریریں "ناول ہی ناول" اور "آن لائن ویب چینل" کی ویب سائیٹ میں دینا چاہتے ہیں تو رابطہ کریں۔ "ناول ہی ناول" اور "آن لائن ویب چینل" آپ کو آپ کے عین مطابق پلیٹ فارم مہیا کر رہا ہے تو جلدی سے قلم اٹھائیں اور لکھ ڈالیں جو آپ کے ذہن میں مرکوز ہے۔ شکریہ !

اپنی تحریریں ہمیں اس پتہ پر ارسال کریں۔

NovelHiNovel.Com & OnlineWebChannel.Com

NovelHiNovel & OWC Official

NovelHiNovel@Gmail.Com

OnlineWebChannel @Gmail.Com

03155734959

حدتِ عشق

مریم راجپوت کے قلم سے

این ایچ این اور او ڈبلیو سی پبلیشرز

سر دار۔۔دردار کا بھلاوہ آیا ہے اماں انہوں نے تیری بیٹی کو بلایا ہے حویلی میں نوراں بھاگتی آئی اور چارپائی پر لیٹے وجود کے پاس بھیٹی اماں کو کہا اماں نے اسے دیکھا اور پھر پس لیٹے وجود کو جس میں کوئی ہلچل نہیں ہوئی تھی۔۔اے سن۔دیوانی تیرے سر دار نے تجھے بھلاوہ بھیجا ہے اماں نے کہا تو اسنے چہرے سے ذرا سی چادر کھسکائی اور اماں کی جانب ساکت نظروں سے دیکھنے لگی شاید جانتی تھی کہ سر دار کا حکم کیا ہو گا اماں تو چلی جا میں چل کر نہیں جا سکتی حکم سن آ سر دار کا وہ بھرائی آواز میں بولتی دوبارہ سر لپیٹ کر لیٹ گی اماں نے حیرت سے اسکی جانب دیکھا تھا بھلاوہ کیسے انکار کر رہی تھی وہ بھی تب جب حکم تھا سر دار کا اسکے سر دار کا مگر پھر وہ اسکی بھرائی آواز سن کر خاموشی سے اٹھی اور باہر نکل گئی

*

وہ گھڑے کو سر پر رکھے اپنی ہم جھولیوں کے ساتھ پانی بھر کر گھر کی جانب جا رہی تھی جب اچانک دور بڑی سڑک سے کالی جیپوں کی آواز سنائی دی تھی سب نے تیز تیز قدم بڑھائے گھر کی جانب لیکن اسکے قدم سست ہو گئے تھے وہ سب اسکو دیکھنے لگیں مڑ کر کہ وہ کیوں اس طرح کھڑی ہے۔اے لڑکی چل بھی سر دار آ رہے ہیں ایسے میں یہاں رہنا ٹھیک نہیں ہے وہ ان کی باتوں کو نظر انداز کرتے پاس بنے بوڑھ کے درخت کے پیچھے گھڑا

رکھتی اس پر چڑھ گئی وہ جبکہ باقی سب وہاں سے بھاگیں تھیں کیونکہ انہیں جان پیاری تھی وہ درخت کے موٹے تنے کے پیچھے چھپی تھی تو نظر نہیں آ رہی تھی تب ہی وہاں آ کر ایک جیپ رکی تھی وہ شاید آج اکیلا ہی آیا تھا اسنے اسے جیپ سے اکیلے اترتے دیکھ کر اندازہ لگایا تھا وہ جیپ سے اتر کر ارد گرد دیکھنے لگا پر ایک طرف درخت کے پاس آ کھڑا ہوا تھا اسکی دھڑکنیں تیز ہوئیں تھیں لیکن وہ پھر بھی سمبھل کر ویسے ہی کھڑی رہی تھی جب سردار کی آواز گونجی تھی

میرے لیے میرا مقصد ضروری ہے اور اس گاؤں کو میں اکیلی چھوڑ کر نہیں جانا چاہتا ہوں کہ اب ایک سردارنی لے آئوں اور پھر اسنے سیگریٹ سلگھایا اور لمبے لمبے کش لینے لگا تھا جبکہ اسکی یہ بات سن کر اسکے ننے ماتھے پر پسینے کے ننھے قطرے نمودار ہوئے تھے ہاتھ یک دم پھسلتے پھسلتے بچے اگر وہ نہ سمبھ لتی تو نیچے گر گئی ہوتی پھر آدھے گھنٹے بعد وہ وہاں سے چلا گیا اور وہ بھی اسکے جاتے ہی اسکی وہ سیگریٹ جو سردار نے آدھی سلگھائی تھی اٹھائی اور وہاں سے گھڑا اٹھا کر گھر کی جانب چل دی تھی وہ گھر پہنچی تو اماں حویلی سے کام کر کے ابھی تک نہیں آئی تھی اسنے روٹی بنائی سالن گرم۔ کیا تب تک اماں آ گی تھی وہ جیسے ہی گھر میں داحل ہوئي اسکے ہاتھ مین ایک شاپر تھا۔ اماں یہ کیا ہے ؟ اسنے ایک اچٹی نگاہ

شاپر پر ڈالتے کہا تو اماں نے بتایا کہ چھوٹے سردارنی نے اسے کپڑے دیے ہیں اماں کی بات سنتے اسنے اماں کو گھورا تھا اماں یوں کسی سے کپڑے مت لیا کرو ہم کون سا لے نہیں سکتے یا کسی کے محتاج ہیں جبکہ اماں مسکرائی تھے میری دھی رانے میں نے اس لیے لیے کیونکہ انہوں نے کہا کہ یہ سردار جب اس بار کراچی گیا تھا تو لایا تھا لیکن ایسے کپڑے چھوٹی سردارنی نہیں پہن سکتیں کیونکہ انکا رنگ شوخ ہے تو انہوں نے یہ تمھارے لیے دیے ہیں اماں کی بات سنتے اسکے چہرے کا رنگ سرخ ہوا کیا سچی ؟وہ چیخی اور پھر وہ سوٹ اٹھا کر دیکھنے لگی جو پرپل رنگ کی ویلوٹ کی فراق تھی اور پلازو تھا ساتھ کڑھائی والی چادر اگر وہ یہ سوٹ پہنتے تو حور لگتی یہی سوچ کر وہ مسکراتے اس سوٹ کو الماری میں رکھ گی روٹے کھانے کے بعد وہ. سخن۔میں چارپائی پر سونے کے لیے لیٹ کر چاند کو دیکھتے سردار کو سوچ رہی تھی وہ شخص اسکے دل کا مکین کب سے تھا جب سے اسنے ابھی پکی عمر میں قدم رکھا تھا وہ سترہ برس کی تھی جب ایک دن یہاں چھپی اور تب پہلی بار اسنے سردار کو یوں یہاں آکر باتیں کرتے دیکھا تھا وہ ہر بدھ یہاں آتا اور باتیں کرتا وجہ اسے آج تک معلوم نہیں ہوئی تھی لیکن وہ ظالم سردار اس نازک لڑکی کے دل میں تب سے تھا وہ ہر بار اسکی باتیں سننے کے لیے یہاں آیا کرتی تھی اور پھر اسے اندازہ ہوا کہ وہ اتنا برا بھی نہیں یا

سنگدل بھی نہیں جو سب اس سے ڈرتے تھے وہ لمبے قد چوڑے شانوں والا کشادہ پیشانی اور حسین ترین شخص لگتا تھا اکثر جب وہ مسکراتا تو اسے دل سمبھالنا مشکل لگتا تھا اسکی گھنی مونچھوں کے نیچے جب لب مسکراتے تو نا جانے وہ کتنی ہی لڑکیوں کی دھڑکنیں بڑھا دینے کا سبب بنتا تھا مگر وہ مسکراتا کم تھا اسنے جب بھی اسے کسی جگہ دیکھا وہ یوں ہوتا جیسے پتھر ہو لیکن وہ جانتی تھی وہ اتنا سخت نہیں ہے جتنا وہ لگتا ہے

"خسارے ہی خسارے میں ہوئی تھی

محبت ستعارے میں ہوئی تھی

خدا سے میری پہلی گفتگو بھی

سراسر تیرے بارے میں ہوئی تھی"

*

وہ اپنے نخیف لیے حویلی میں داحل ہوئیں تھیں سامنے ہی نوراں تھی بیبی بڑے کمرے میں چلی جاؤ وہ نسیم سے کہتی اندر چلی گی وہ آہستی آہستی اندر کی جانب بڑھی جہاں سردار چھوٹی سردارنی اور بڑے سردار بھیٹے تھے.جی حکم سردار؟ہم کیا کر سکتے ہیں آپکے لیے؟وہ انکی جانب دیکھتی بولیں تو چھوٹی سردار نے انکو صوفے پر بھیٹنے کے لیے کہا جبکہ وہ بس

کھڑے رہیں جانتی تھیں سرداروں کی برابری کرنا انکے بس میں نہیں ہے ہم۔ چاہتے ہیں کہ اپنے بڑے بیٹے کا تمھاری بیٹی سے نکاح کر دیں وہ اسے بہت چاہتا ہے اور وہ تمھاری بیٹی کو خوش رکھے گا اسے اولاد چاہیے جو کہ تمھاری بیٹی اسے دے سکتی ہے وہ حسین بھی ہے ورنہ گاؤں میں تو حسن بھرا پڑا ہے تم خوشقسمت ہو جسے یہ موقع مل رہا ہے سردارنی کی بات سنتے نسیم بیبی نے سر اٹھایا اور بے یقینی سے انہیں دیکھا تھا جیسے یقین نہ آیا ہو اور پھر ایک تکلیف دہ نظر پاس بھیٹے سردار کو۔ دیکھا جو۔ انکی نظروں کا مطلب سمجھتا نظریں چرا گیا تھا جو حکم سردارنی میں ذرا اپنی بیٹی سے اسکی مرضی جان لوں میں اسکے مرضی کے خلاف۔۔ ابھی انکی بات پوری ہوتی کہ چھوٹی سردارنی پھر بولیں دیکھو نسیم ہم چاہتے ہیں ایسا ہو تو اپنی بیٹی کو تم مناؤ۔۔!! جبکہ نسیم نے بس کر جھکایا تھا کیونکہ ایسے بڑے لوگوں سے وہ کوئی بھی ایسی ویسی بات نہیں کرنا چاہتیں تھیں اب تم جا سکتی ہو۔۔!!! سردارنی کی آواز پر وہ مڑ گئیں تھیں واپسی کے قدم کتنے شکست ذرہ تھے کسی ماں سے اسکے جگر کا ٹکڑا مانگا جا رہا تھا وہ بھی تب جب انکا اپنا فائدہ تھا ورنہ غریبوں کو کون پوچھتا ہے؟ ایسے بڑے لوگ اپنے جیسے لوگوں کے ساتھ بات کرنا پسند کرتے ہیں اور کہاں وہ انکی ہی ملازم تھیں

جس سے وہ اپنے بیٹے کی شادی کرنا چاہتے تھے وہ بھی صرف اولاد کے لیے کیونکہ انکے اس بیٹے کی چار سال سے کوئی اولاد نہیں تھیں نسیم کا کلیجہ منہ کو آرہا تھا بھلا وہ کیسے یہ خبر اپنی

اکلوتی پھول جیسی بیٹی کو دیتی؟

"اب بات تیری کن پہ ہے کچھ کر میرے مولا

ایک شخص تیرے در سے پریشان گیا ہے"

*

اگلے دن وہ جب اپنی سہیلیوں کے ساتھ کھیتوں میں گئی تو خبر ملی کہ سردار صالح جبریل کے لیے لڑکی ڈھونڈی جارہی ہے شادی کے لیے اب وہ اپنی سردارنی لانا چاہتا ہے جبکہ یہ بات وہ پہلے سے جانتی تھی ایسا پہلے بھی ہوتا تھا جو بات گاؤں میں پہلے کسی کو پتا نہ ہوتی وہ بات اسے پتا ہوتی تھی کیونکہ سردار صالح جبران وہ بات کرچکا ہوتا تھا وہ نہیں جانتا تھا کہ اس درخت کے علاوہ بھی اسکا کوئی ہمراز ہے جو اسکے راز اپنے سینے میں نا جانے کتنے سالوں سے اپنے سینے میں چھپائے ہوئے ہے اور کسی کے تمام رازوں کو راز رکھنا بھی محبت ہوتی ہے اسکی ہر برائی ہر اچھائی سمیت وہ سردار کو چاہتی تھی اسے وہ منظور تھا ہر قیمت پر لیکن

اس اتنے بڑے سر دار صالح جبریل کو کیسے پتا ہوتا کہ کوئی اسے چاہتا ہے اور کتنی شدت سے چاہتا ہے وہ اس گاؤں کی پہلی لڑکی تھی شاید جسنے یہ ہمت کی تھی کہ وہ اس درخت کے قریب چلی جاتی تھی رات کو بھی جب جانتی ہوتے کہ سر دار صالح جبریل نے آج آنا ہے کیونکہ وہ جگہ آسیب زدہ مانی جاتی تھی لیکن بھلا محبت بھی کسی اور چیز کی پرواہ کرتی ہے سوائے محبوب کے۔۔!!!

ویسے دیکھنا سر دار کسی حسین اور امیر لڑکی سے شادی کرے گا ایک لڑکی بولی تو باقی سب نے بھی اسکی ہاں میں ہاں ملائی تھی لیکن اسمارہ جانتی تھی وہ کسی محبت کرنے والی سے شادی کرے گا چاہے وہ لڑکی امیر ہو یا غریب کیونکہ وہ محبت چاہتا تھا اس جیسا سخت نظر آنے والا سر دار اندر سے کتنا نرم دل اور اچھا تھا یہ بات بس اسمارہ جانتی تھی مگر "وقت کسی کو نہیں چھوڑتا وقت ہمارے خیالات کو اندازوں کو غلط ثابت کر کے ہمارے ہی سامنے لا کھڑا کرتا ہے" یہ بات اسمارہ کو معلوم ہونے والی تھی پھر وہ شام کو ہر روز کی طرح گھر لوٹ رہی تھی جب راستے میں اسے وہی کالی جیپ رکی نظر آئی تھے اور اسکے پاس اسے سر دار صالح جبریل گھٹنوں کے بل بھیٹا نظر آیا تھا شاید جیپ کا ٹائر پنکچر ہوا تھا اسمارہ نے اپنی چادر کو منہ پر سہی سے لیا اور اسکی جانب بڑھی تھی۔۔ سر دار۔۔!! کیا ہوا؟ سر دار نے سر اٹھا کر اس

کالی چادر والی کو دیکھا اور پھر بولا ٹائر پنکچر ہو گیا ہے اسکی بات سنتی وہ مسکرائی تھی سردار کیا میں کوئی مدد کروں؟ اسنے جھجکتے ہوئے سردار سے پوچھا تو وہ ایک سخت نظر اس پر ڈالتا اٹھ کھڑا ہوا "میں عورتوں سے مدد لینا پسند نہیں کرتا"

"اور یوں سرِ شام کسی عورت کا صالح جبریل کے پاس یوں رُکنا نہایت عجیب بات ہے اس لیے جاؤ یہاں سے"۔۔۔ سردار کے ترش لفظ سنتے اسکے چہرے کا رنگ پیلا پڑا تھا اسنے سر جھکایا اور سیدھا چل دی اسے سردار کی بات نہیں اسکا لہجہ برا لگا تھا اسنے کیسے اسمارہ سے سخت لہجے میں بات کی تھی

کیسا اجنبی لہجہ تھا لیکن وہ یہ بھی جانتی تھی کہ وہ صالح جبریل کے لے اجنبی تھے لیکن وہ اسکے لیے اجنبی نہیں تھا وہ تو اسکی رگوں میں دھوڑ رہا تھا چار سال سے وہ اس شخص کو چاہتی تھی اور وہ چاہت شاید جلد ہی کوئی شدت بھرا جذبہ اختیار کرنے والی تھی یا شاید تکلیف دہ بھی۔۔ اسے صالح جبریل کا وہ اجنبی لہجہ سوتے تک نہیں بھولا تھا آخر رات کو چارپائی پر لیٹتے وہ اسکی بات یاد کرتے شدت سے سسکیوں کو دبا کر رو دی تھی وہ سب سچھ برداشت کر سکتی تھی لیکن یوں اسکا اجنبی لہجہ نہیں جو اسے اتنی تکلیف میں مبتلا کر گیا تھا محبوب کا تو ذرا سا غصہ کرنا بھی تکلیف دیتا ہے جبکہ اسکے محبوب نے تو اس سے جس قدر اجنبی لہجے

مین بات کی تھی وہ لہجہ اسے چھلنی کر گیا تھا وہ سردار کی باتیں یاد کرتی سوگئی تھی اس بات سے انجان کہ دور کہیں کوئی پہلی بار بڑی حویلی میں اس کالی چادر والی کو سوچ رہا تھا

"عکس عکس، گماں گماں، خیال سارے مسترد

تو نہیں تو کچھ نہیں، سوال سارے مسترد"

*

اس لڑکی کے جانے کے بعد وہ پھر سے ٹائر دیکھنے لگا بھیٹھ کر جب اچانک اسکی نظر پاس پڑے سیگریٹ پر گئ تھی جو کہ آدھا تھا اسے حیران سیگریٹ نے نہیں کیا تھا بلکہ سیگرٹ کے نام نے کیا تھا وہ وہی سیگریٹ تھا جیسا وہ پیتا تھا اور ایک محسوس نشان پر آکر چھوڑ دیتا تھا یہ سیگریٹ اس لڑکی کی چادر کے پلو سے گرا تھا یہ بات وہ منٹ میں سمجھ گیا جب اسے سیگرٹ پر کالا دھاگہ لگا نظر آیا تھا بھلا وہ لڑکی اسے کیسے جانتی تھے؟ اور سیگریٹ تو وہ بس اس درخت کے پاس جب جاتا تو پیتا تھا اسکے علاوہ کوئی نہیں جانتا تھا کہ سردار صالح جبریل سیگریٹ پیتا ہے اسکے ماتھے پر بل نمودار ہویے تھے یعنی وہ لڑکی اسے جانتی تھی اور اس

درخت کے پاس بھی جاتی تھی اور کب کب جاتی تھی یہ بات اسکی سمجھ سے باہر تھی وہ اٹھا اور اس درخت کی جانب چل دیا اور پھر اسنے ارد گرد نظریں دھوڑائیں لیکن وہاں کسی کو نہ پاکر وہ واپس لوٹ آیا تھا اور حویلی آگیا جیپ وہ نوکر کو لانے کا کہہ گیا تھا اور پھر رات تک وہ کالی چادر والی لڑکی اسکے ذہن میں رہی تھی

*

قسمت دو الگ الگ لوگوں کو یا تو ملانے والی تھی یا اور دور کرنے والی تھی لیکن جو بھی ہونا تھا دو قیمتی لوگوں کی قیمتی زندگیوں سے جڑا تھا

وہ گھر میں داحل ہوئیں تو انکی بیٹی سفید جوڑا پہن کر چار پائے کے پاس کنارے لگ کر بھیٹی تھی انکے دل میں ہوک اٹھی تھی دھی رانی اے کے ہویا؟ وہ اسکو پکڑ کر اوپر کرنے لگیں تو اسنے۔انکی جانب دیکھا تھا کرب برے نظروں سے اماں میری موت کا پیغام لے آئی ہو؟ اسمارہ کا لہجہ عجیب سا تھا نسیم کے کلیجے کو ہاتھ پڑا تھا۔۔نہ میری دھی ایسے نہیں کہتے ۔۔وہ اسکے چہرے کو دونوں ہاتھوں میں تھام کر بولیں تھیں جبکہ وہ پھر سے پوچھنے لگی تھے اماں۔۔ بڑے سردار یا صالح جبریل؟ اسکی بات سنتے انکی آنکھ سے آنسو رواں ہوا تھا۔۔نا

کرمیری بچی میں مر جائوں گی۔۔ بڑے سردار یاصالح جبریل۔۔؟؟؟لیکن اسنے پھر وہی سوال دھرایاتوانھیں جواب دیناپڑا تھا۔۔

بڑے سردار۔۔میری بچی اور وہ جواس میں کوئی قوت بچی تھی مر گئی وہ بے سدھ پیچھے کی جانب گھری تھی۔۔اماں نے تکلیف سے اپنی اکلوتی اولاد کو دیکھا جواس ایک ہفتے میں کیسے مرجھا گئی تھی صرف اس خوف سے کہ اسکی زندگی میں سردار نہیں کوئی غیر آنے والا تھا اور یہ حکم کس کا تھا؟اسی ظالم کا۔۔ظالم سردار کا حکم تھااور کنیز پر واجب تھا کہ وہ اسے مانتی بھلا محبوب کے کسی حکم کو کون سا محب انکار کرتا ہے؟اسنے بھی یہی کیا تھا لیکن شاید کوئی امید اب بھی باقی تھی اسکے دل میں کہ شاید آخری لمحے میں ہی سہی وہ اسے کسی اور کا نہیں ہونے دے گا اور "امیدیں اکثر غلط ثابت ہوتی ہیں"

میں تجھ سے بچھڑنے پر بھی ناراض نہیں

حیران ہوں دل اتنا کشادہ نکل آیا

ہر بار کسی کے لیے خالی کیا خود کو

ہر بار توپہلے سے زیادہ نکل آیا۔۔!!!

*

اگلے دن گاؤں میں میلا لگا تھا اور اسنے میلے میں جانے کی تیاری کرنے کے بعد ساتھ والے محلے سے تمام سہیلیوں کو اکٹھے کر کے ٹولی بنائی اور چل دی میلے کی جانب جہاں اسمارہ کی پسند کی ہر ایک چیز تھی چوریاں، کنگن، گجرے، جھمکے، پائل، کھسے، وغیرہ ہر وہ چیز جو ااسے پسند تھی اسنے کالے رنگ کی چوریاں لیں اور سب سے پہلے وہ پہنیں تھیں یہ جانے بغیر کہ کوئی اسے دور سے دیکھ رہا تھا پھر وہ باقی سب لڑکیوں کے ساتھ باقی سٹالز کی جانب چلی گئی تھی خوب سارا انجوائے کرنے کے بعد وہ لوگ گاؤں اپنے گھروں کی جانب چلی گئیں تھی وہ بھی ساتھ والے محلے اپنی سہیلیوں کو چھوڑ کر خود اپنے گھر کی جانب بڑھی تھی چاند کی روشنی پڑ رہی تھی اور وہ اپنی کالی چادر میں اپنے وجود کو چھپائے کچی سڑک پر چل رہی تھی جب وہ اپنے گھر کی جانب جانے والے راستے کو مڑی تو اسے رُکنا پڑا ایک پل کے لیے کیونکہ سردار اپنی جیپ کے ساتھ ٹیک لگائے کھڑا تھا وہ اسکی جانب متوجہ ہوئے بغیر آگے بڑھنے لگی تھی جب اسے صالح کی آواز نے روکا تھا روکو۔۔!! جبکہ وہ جو اسکے کل کے رویے سے اب بھی خفا تھی تھوڑا آگے جا کر رکی اور بولی۔۔یوں سرِ راہ سرِے شام کسی عورت کا سردار کے پاس اس طرح رُکنا اچھا تو بلکل نہیں ہے مجھے جانا چاہیے۔۔اور پھر وہ آگے بڑھ گئی تھی جبکہ سردار اسکو دیکھنے لگا غصے سے میں نے تم سے کہا ہے کہ رُکو اور

سردار کی بات پر کیا تم عمل نہیں کرو گی؟ اسکی بات سن کر چند قدم دور جا چکی اسمارہ کے قدم رُکے تھے وہ واپس پلٹی اور اسکے پاس آکھڑی ہوئی تھی

میرے سردار کا حکم۔۔ میں قربان!! بولیں سردار جبکہ صالح جبریل اسکی بس ادا اور بات پر کچھ لمحوں کو ساکت ہوا لیکن پر اسکی جانب متوجہ ہوتے بولا تھا۔۔ تم مجھے جانتی ہو؟ اسکے اس سوال پر اسمارہ نے اسے حیرت سے دیکھا تھا۔۔ ہاں آپکو تو کوئی چھوٹا بچہ بھی جانتا ہوگا آخر سردار جو ہیں آپ۔۔! اسمارہ نے پھر جواب دیا اسکی بات سنتے صالح نے نفی میں سر ہلایا "ہاں بچہ تو کوئی بھی جانتا ہوگا لیکن وہ صرف یہ جانتا ہوگا کہ میں ایک سردار ہوں تم صرف یہ نہیں جانتی تم اور بھی بہت کچھ جانتی ہو۔۔!! اسنے شاید پہلی بار اتنے لمبی گفتگو کی تھی اسمارہ سے جبکہ اس بار اسمارہ کے ماتھے پر ننے ننے پسینے کے قطرے نمودار ہوئے تھے وہ ایسا کیوں کہہ رہا تھا؟ اس درخت کی وجہ سے؟ تو کیا وہ جان گیا کہ میں وہاں جاتی ہوں اور اسے سنتی ہوں؟ اور سردار کی اگلی بات نے اسکی اس سوچ پر مہر لگا دی تھی۔۔ کیا تم اس درخت کے پاس جاتی ہو؟ کونسا درخت؟ وہ پہلے جھجکی پر بولی تھی سردار نے سرد نگاہوں سے اسکی جانب دیکھا تو وہ سرہاں میں ہلا گئی تھی۔۔ کیا لینے جاتی ہو؟ کچھ نہیں وہ سر جھکاتے

بول گئی اس بار سردار نے اسے غصے سے گھورا تھا تم وہاں کب کب جاتی ہو؟ میں وہاں ہر بدھ جاتی ہوں اسنے کانپتے جواب دیا تھا اس ایک جملے نے صالح کو آگ میں جھونک دیا تھا کیوں؟ کیوں۔۔؟ گئی تم ادھر؟ کس حق سے تمھیں کس نے کہاں وہاں جاؤ؟ وہ جگہ آسیب ذدہ ہے کیا تم نہیں جانتی؟ وہ اسمارا کی کالی چوریوں سے بھری سفید نازک کلائی کو پکڑ کر اس سختی سے پوچھ رہا تھا جبکہ اسکی اس حرکت اور ساری بات نے اسمارہ کو جیسے بھٹی میں جھونک دیا تھا اسے اس بات پر تکلیف ہوئی تھی وہ چار سال سے اسے جانتے تھے چار سال سے اس سے محبت کرتے تھے جو کہ اب محبت نہیں کوئی اور ہی جذبہ بنتا ہوا نظر آرہا تھا وہ شخص اس سے پوچھ رہا تھا کہ وہ کیوں وہاں جاتی تھی؟ کس حق سے جاتی تھی؟ آپ ہوتے کون ہیں مجھے یہ کہنے والے؟ ہنہ۔۔ مجھے میرے عشق نے حق دیا کہ میں وہاں جاؤں میں چار سال سے جس شخص کے عشق میں سلگ رہی ہوں اس شخص کا دیدار نہ کرتی تو مر جاتی دیدارِ یار دوا ہے میری اور آپ کہتے ہیں کیوں جاتی ہوں؟ آپ بتائیں کس حق سے آتے تھے میری دعائیں آپکو چار سال سے وہاں لا رہی ہیں میرا عشق آپکے وہاں آنے کی وجہ تھی کس کو سنانے آتے تھے؟ وہ بے جان درخت؟ نہیں آپ مجھے سنانے آتے تھے میری عشق کی حدت آپکو کھینچ لاتی تھے اور آپ ہمیشہ وہاں آئیں گے چاہے میں

رہوں نہ رہوں۔۔!!!اسکی آواز آخر میں رندھ گئی تھی اسکی آنسوں سے بھری آنکھیں اسکا نقاب سرک کر چہرا واضع ہو رہا تھا اور پھر اسنے جھٹکے سے صالح سے اپنا ہاتھ چھڑوایا اور چلی گئی صالح جبریل زندگی میں پہلی بار کچھ کہنے کے قابل نہیں رہا تھا اسکے لفظ اسکے خیال سے سب محو ہو گیا تھا یاد تھا تو بس وہ چہرا وہ آنسوں سے بھری آنکھیں وہ چوریاں جو اسمارہ کا ہاتھ سختی سے پکڑنے پر ٹوٹ کر زمین پر گر گئیں تھیں سردار گھٹنوں کے بل جھکا چار سال ۔۔۔۔چار سال کم تو نہیں ہوتے اسے خود وجہ نہیں معلوم تھی وہ کیوں وہاں جاتا تھا لیکن وہ وہاں اس درخت کے قریب جب جاتا تو اسے اپنایت کا احساس ہوتا وہ ہر بات کیا کرتا تھا چار سال سے وہ اسے سن رہی تھی چار سال سے وہ اسے مانگ رہی تھی چار سال سے وہ اس سے محبت کرتی تھی چار سالوں میں شاید کبھی بھی سردار کو علم نہیں ہوا تھا کہ وہ کسی کا عشق ہے کوئی اسکے لیے پہروں انتظار کرتا تھا۔

"ذرا سی دیر میں اترے گا جب خمارِ جہاں

اس ایک شخص نے بے حد پکارنا ہے مجھے"

*

وہ گھر نا جانے کن قدموں سے آئی تھی جان جیسے جسم سے نکل رہی تھی پورا وجود انگاروں کی زد میں تھا وہ آتے ساتھ واش روم گئی اور نہانے کے بعد سیدھا بستر پر لیٹ گئی تھی کچھ دیر بعد اماں گھر میں داخل ہوئی تھیں سیدھا اسکی جانب بڑھیں تھیں کے ہویا؟ میری دی نوں۔۔!! انہوں نے اسکے ماتھے پر ہاتھ رکھا تو وہ جل رہا تھا شاید تجھے بخار ہے اور پھر وہ کچن میں گئیں اور اسکے ماتھے پر گیلی پٹیاں کرنے لگیں کچھ دیر بعد کچھ بہتر ہوئی تو وہ اسکے پاس بھیٹھ کر قرآن پڑھنے لگیں تھیں وہ بخار میں جھلستے ہوئے سردار کے لفظ سوچ رہی تھی

"تجھ سے پہلے سرسری سا تھا

تیرے بعد میرا خدا سے رابطہ بڑھا"

وہ شخص اسکے نصیب میں تھا نہیں تھا وہ نہیں جانتی تھی لیکن اسنے چار سال سے اسے ہی مانگا تھا سردار صالح جبریل کو چاہا اور مانگا تھا اسمارہ حمید نے

"اب تو مجھ کو پانے کی تعبیر کر

اب میں تجھ کو کھونے پر آمادہ ہوں"

*

وہ وہاں بھیٹا اسکی ٹوٹی چوریاں سمیٹ رہا تھا پھر اسنے اٹھ کر وہ چوریاں اپنی جیب سے ٹشو نکال کر اس میں رکھیں اور جیپ سٹارٹ کر کے وہ حویلی کی جانب بڑھا لے گیا جیپ جیسے ہی حویلی میں رکی وہ اترا اور پھر اندر کی جانب بڑھا جب وہ بڑے حال میں پہنچا تو اسے سب بڑے بھیٹے نظر آئے تھے وہ اندر جانے لگا تو سردار بیگم کر آواز پر رکا۔۔ادھر آؤ صالح ہمیں تم سے بات کرنی ہے۔۔وہ انکے پاس جا بھیٹا.جی اماں جان حکم۔۔!!!اور اس لفظ "حکم" سے اسے اس کالی چادر والی کا وہ جملہ یاد آیا تھا جب اسنے کہا کہ میرے سردار ۔۔حکم۔۔اسکے ہونٹ خود ہی مسکراہٹ میں ڈھلے تھے۔۔جی اماں جان؟ سردارنی نے سب کو اپنی جانب متوجہ کیا اور پھر بولیں چھوٹے سردار کی شادی کے لیے لڑکی ڈھونڈی جارہی ہے جو جلد مل بھی جائے گی لیکن ہم چاہتے ہیں کہ ہمیں پہلے بڑے سردار سے وارث ملے اور انکی سردارنی ماں نہیں بن بات بھی پچھلی رپوٹ سے واضع ہو گیا تھا اور

آج بڑے سردار کو ایک لڑکی پسند آئی ہے جلد ہی اس کے گھر نکاح کا پیغام بھجوا کر نکاح کیا جائے گا وہ لڑکی جو ہو جیسی ہو ہمیں بس وارث چاہیے اب اور سردار صالح کا بڑے سردار کے نکاخ کے دن ہی نکاخ ہو گا۔۔ پھر وہ محفل ختم کرنے کا حکم دے کر اپنے کمرے کی جانب چلی گئیں صالح نے بڑے سردار کی جانب دیکھا جسکی بیوی ایک کونے میں کھڑے تھی اور وہ اسکے پاس کھڑا اسے سمجھا رہا تھا کہ وہ اولاد چاہتا تھا بھائی۔۔ اسنے بڑے سردار کو پکارہ تھا۔۔

ہاں جی؟ آپکو ہماری یاد کیسے آئی چھوٹے سردار؟ آپکو کون سی لڑکی اچھی لگی؟ جبکہ اسکی بات سنتا وہ مسکرایا تھا کل میں اور تم میلے میں جائیں گے دیکھ لینا میں نے اپنے بندے کو بھیجا تھا اس کا پتہ کرنے سردار اور پھر وہ واپس مڑ گیا

*

مجھے منظور ہے۔۔!!!

اماں کچن میں کھڑی حویلی کام پر جانے کی تیار کر رہی تھیں جب وہ کچن میں آتی بولی تھی کیا؟ مجھے منظور ہے بڑے سردار سے۔۔ اس سے اگلے لفظ ادا نہیں ہو سکے تھے وہ منہ پھیر گئی تھی جبکہ اماں نے کچھ عجیب نگاہوں سے اسے دیکھا تھا پُتر تیرا دماغ ٹھیک ہے؟ تو نہیں

پسند نہیں کرتی اور تو اور وہ پہلے سے شادی شدہ ہے تجھ سے صرف اولاد کے لیے شادی کر رہے ہیں تو انکار کردے میں کوئی نہ کوئی بڑی وجہ سردارنی کو بتادوں گی جبکہ اماں کی یہ بات سنتے وہ مسکرائی تنزیہ اماں میرے سرکار کا حکم ہے اور اسمارہ اس میں انکار کرنے کا حق نہیں رکھتی وہ بولیں تو کچھ بھی میرا عشق ہیں وہ اماں صالح جبریل تو رگوں میں بستا ہے انکار کا کوئی جواز نہیں ہے جبکہ اماں نے بے بسی سے اسے دیکھا یہ عشق انکی بیٹی ناجانے کب سے کھا رہا تھا اسکا راتوں کو سسکنا رونا وہ جانتی تھیں مگر وہ شاید اب بہت آگے بڑھ گئی تھی وہ اسکا ماتھا چومتے باہر نکل گئیں تھیں جانتی تھیں اس دیوانی کو سمجھانے کا کوئی فائدہ نہیں ہے اماں کے جاتے وہ پیڑھے پر بھیٹھ گئی اور اسکی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے تھے وہ عشق ہے اور عشق کی مرضی جو بھی ہو چاہے پھر محبوب کو مرنا بھی کیوں نے پڑے اور چار سال سے جو آگ میرے سینے میں سھلگ رہی ہے شاید اسے راحت مل جائے کاش سردار نے اسے واسطہ نہ دیا ہوتا کاش وہ اتنا سنگ دل نہ بنتا اسنے کرب سے سوچا تھا وہ تو کسی کے نام کے بغیر بھی زندگی گزار لیتی لیکن حکم کی تکمیل بھی لازم تھی سردار کے لیے جو کسی کو چُن لیا گیا تھا اور وہ وہ نہیں تھی وہ کیسے کسی اور کو سردار کے پہلو میں کھڑا برداشت کرے گی؟

*

وہ دو دن سے اسی راستے پر کھڑا تھا لیکن نہ وہ اسے نظر آئی کہیں نہ وہ اس راستے سے گزری تھی اسے وہ بس اتنا کہنا چاہتا تھا کہ وہ اسے نہ چاہے اسکے لیے اسکی سردارنی چُن لی گئی تھی سردار کی سردارنی چُن لی گئی تھی اور اپنی روایات کے مطابق وہ لڑکی انکے خاندان کی ہی تھی ملکوں کے ہاں روایت تھی کہ پہلی بیوی خاندانی ہونی چاہیے دوسری یا تیسری پھر چاہے کہاں سے بھی ہوں سردار نے محبت نہن کی تھی کبھی یہ جذبہ اس کو چھوُ کر نہیں گزرا تھا لیکن جب اسنے یہ جانا کہ کوئی اسے چار سال سے چاہتا ہے کچھ پل کے لیے اسکے دل کی دھڑکنیں سست ہوئیں تھیں اسے وہ سرخ روئی روئی آنکھیں وہ خوبصورت چہرہ اب بھی یاد تھا وہ لڑکی حسین نہیں حسین ترین تھیں کوئی اپسرا لیکن وہ اسکو اپنی دوسرے بیوی بنا کر اسکے ساتھ برا نہیں کرنا چاہتا تھا وہ چاہتا تھا کہ وہ جہاں رہے وہاں خوش رہے اور یہ سردار کی محبت کا بھوت شاید کچھ عرصے بعد اسکے سر سے اتر جاتا صالح جبریل نے سب باتوں کو سامنے رکھ کر فیصلہ لیا تھا یہ جانے بغیر کہ شاید یہ فیصلہ کسی کو زندہ مار دیتا مگر وہ سردار آج فیصلہ لے چکا تھا اور پھر وہ واپس لوٹ گیا کل بدھ تھا اور وہ جانتا تھا کہ کل وہ ضرور اس درخت کے پاس آئے گی۔۔!!!

*

وہ ابھی کسی جرگے سے اٹھ کر آیا تھا کہ اسے خبر ملی تھی بڑے سردار کی بیوی کی موت کی وہ شہر گئی تھی اپنے کسی کام سے واپسی پر اسکا ایکسیڈنٹ ہوا اور وہ موقعے پر وفات پا گئی تھی ایک کہرام مچا تھا حویلی میں وہ بڑے سردار کے پاس گیا جو ایک طرف کھڑا تھا وہ اسے دیکھتے اسکے گلے لگا تھا۔۔دیکھو سردار وہ چلی گئی مجھ سے خفا ہو کر چلی گئی۔۔اسنے سردار کو دلاسہ دیا اور تب تک میت آچکی تھی کفن دفن کا انتظام کرنے کے بعد وہ لوگ جنازہ اٹھا کر جنازہ گاہ کی جانب بڑھے تھے اور پھر جب وہ جنازے سے فارغ ہوا شام کے پانچ بج گئے تھے اسے درخت پر جانا تھا اور وہ جب وہاں پہنچا تو دور دور تک کسی ذی روح کا نام ونشان نہ تھا آج اسے وہ درخت عجیب لگا غیر سا وہ زیادہ دیر وہاں رک نہیں سکا اور واپس آگیا کیونکہ آج وہ وہاں نہیں تھی جس سے اسے اپنایت کا احساس ہوتا تھا

*

اسکو دو دن ہو گئے تھے بخار سے جھلستے ہوئے لیکن آج وہ کچھ بہتر تھی تو اپنی کچھ سہیلیوں کے ساتھ وہ کھیتوں کی جانب آگئی تھی لیکن دل تھا کہ کہیں لگ ہی نہیں رہا تھا اسنے ایک جگہ ڈھونڈی پتھر پر اور ادھر بھیٹ گئی باقی سب کو ہنستے کھلکھلاتے دیکھنے لگی تھی آج صالح اور بڑا سردار کھیتوں میں آئے تھے وہ اسے ہی سوچ رہا تھا جو دن سے اسے کہیں دکھی نہ

تھی جب اسے اچانک بڑے سردار نے پکارہ تھا۔۔ صالح ادھر آؤ یہ ہے وہ لڑکی اسنے سامنے دیکھا تو جیسے دنیا تھم گئی تھی قیامت بھرپا ہو گئی وہ وہی تھی وہ کالی چادر والی دیوانے لڑکی۔۔!! بھائی آپ اس سے شادی کریں گے ؟؟ اسکو۔لگا شاید اسے سننے میں غلط لگا ہو۔۔ہاں وہی ہے وہی کالی چادر والی لڑکی جو سب سے الگ بھیٹی ہوئی ہے اور بس پھر ان کا کالی چادر کہنا صالح کے شک پر مہر لگا گیا کہ وہ اسی کالی چادر والی دیوانی لڑکی سے شادی کرنا چاہتے ہیں اس سے زیادہ دیر وہاں رکا نہیں گیا اور وہ لوٹ آیا تھا لیکن چین کہیں نہیں تھا بھلا بھائی کو وہ لڑکی کیسے پسند آسکتی ہے وہ تو۔۔ وہ تو۔۔ ااسے کچھ کہنے کو نہیں ملا تھا ہاں وہ تو ہر لحاظ سے پرفیکٹ تھی سردار شامیر ملک کے لیے لیکن صالح جبریل اپنے دل کا کیا کرتا جو اسے اپنا تو سکتا نہیں تھا اور اسے اپنے بھائی کے ساتھ بھی نہیں دیکھ سکتا تھا رہی دوسرے آپشن کی بات کہ وہ اس سے دوسری شادی کرلیتا یہ اسکے ساتھ ناانصافی ہوتی افف۔۔ وہ بری طرح پھنسا تھا اسنے بالوں کو مٹھی میں دبایا تھا۔۔ اللہ میں کیا کروں ؟ صالح جبریل کہیں تمھیں محبت تو نہیں ہو گئی ؟ دل سے آواز آئی تھی جبکہ وہ ایک پل کو ساکت ہوا۔ مگر پھر نفی میں کرہلا گیا وہ لڑکی مجھے چاہتی ہے میں اس سے محبت نہیں کرتا اسنے خود کو تسلی دی تھی۔۔ نہیں صالح جبریل تمھیں اس کالی چادر والی دیوانی سے محبت ہے دل نے پھر کہا تھا

جبکہ اس بار وہ پاس پڑا گلاس فرش پر مار گیا تھا لیکن بھائی اسے چاہتے ہیں وہ اس سے نکاح کرنا چاہتے ہیں اسنے خود سے کہا تھا جبکہ اس بار دل قہقہ لگا گیا تو کیا تم اسے اپنے نظروں کے سامنے اپنے بھائی کی بیوی کے طور پر قبول کر لوگے ؟ جبکہ اس سوال پر وہ چند پل رُک گیا تھا اور پھر ایک ہی جواب آیا تھا"ہاں"

اسکے بعد سب ختم آج وہ ظالم سردار ثابت بھی ہوا تھا پہلے سب بس کہتے تھے اب وہ ثابت ہوگا

کہانی ختم۔۔۔ہاں نہ اگر مگر یہ وہ میں کی

اسنے کہا ہے تو وہ مجھ کو اپنی نظروں کے سامنے کسے کے حق میں قبول ہوتا دیکھے گا۔۔!!!

*

وہ آج اپنی سہیلی کے گھر سے لوٹ رہی تھی جب اسنے پھر سے سردار کو یونہی سرے راہ کھڑے پایا وہ شاید نہیں یقیناً اسی کے انتظار میں تھا وہ پہلے تو گھبرائی مگر پھر وہ اسکے پاس سے گزرنے لگی جب اس نے کہا تھا۔۔ بات سنو لڑکی!! اسکی آواز پر وہ رکی مگر مڑی نہیں تھی میرے بھائی نے تمھیں پسند کیا ہے اور وہ تم سے نکاح کرنا چاہتے ہیں جلد رشتہ آئے

گاہاں کر دینا۔۔ جبکہ اسکے اس حکم بات پر اسمارہ حمید کی ریڑھ کی ہڈی سنسنائی تھی وہ یک دم مڑی تھی بے یقینی سے۔۔ سردار۔۔!! میں ایسا نہیں کر سکتی مجھ پر کسی غیر کا خیال بھی گناہ ہے اور آپ۔۔!! اسکی آواز رندھ گئی تھی جبکہ وہ یہ بھی جانتا تھا کہ وہ اسے چاہتی ہے تو وہ یہ کیوں کر رہا تھا؟ دیکھو دیوانی لڑکی یہ سب عشق وشق فضول ہے ان کے چکروں میں مت پڑو شادی کر واپنا گھر بساؤ اسنے سخت لہجے میں کہا تو اسمارہ کی آنکھیں آنسوں سے دھندلی ہو گئیں تھی وہ جب بھی غصے سے بولتا تھا وہ رو دینے کو ہو جاتی تھی۔۔ آپکو واسطہ ہے خدا کا سردار ایسا مت کریں میں آپکے علاوہ کسی کو تین بار قبول ہے نہیں کہ پاؤں گی میں مر جاؤں گی یہ دیوانی لڑکی آپکے عشق میں مرے گی آپ ایسے مت کہیں۔۔ جبکہ اسکے مرنے والی بات سن کر سردار ایک پل کو تکلیف میں مبتلا ہوا تھا لیکن اسے پھر سے اپنا فیصلہ یاد آیا تھا تم ہاں کرو گی لڑکی۔۔ ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا وہ غصے سے بولا تھا اسمارہ نفی میں سر ہلاتے پیچھے کی جانب سرک گئی تھی جبکہ اس بار اسکا پارا ہائی ہوا تھا" تم نے اگر انکار کیا تو میں یہی سمجھوں گا کہ تمھارا یہ عشق جھوٹا ہے" اور وہ بے یقین رہ گئی اسمارہ حمید رُک گئی تھی بھلا اتنا ظالم کوئی کیسے ہو سکتا ہے؟ یہ جانتے ہوئے کہ وہ اس کے عشق میں کس قدر مبتلا ہے وہ اسے کیا کہ گیا تھا اسمارہ حمید بے جان قدموں سے گھر میں

داخل ہوئی تھی آج وہ سب ہار آئی تھی اللہ۔۔ سسکتے اسنے خدا کو پکارہ تھا مگر سب بے سود

تھا وہ یونہی چارپائی

پر پڑے پڑے بے ہوش ہو چکی تھی

"عشق کا درد بھی عشق بن کر جب لہو میں دھوڑتا ہے تو پھر وہ روح تک میں سرایت کر جاتا

ہے اسکا ہم سے جدا ہونا ناممکن سا ہو جاتا ہے"

*

وہ اسے کہ تو آیا تھا مگر دل اداس تھا شاید اسکا اپنا دل بھی اس سے خفا ہو گیا تھا اسکے اس فیصلے

پر دل نے سانسوں نے ملامت کی تھی لیکن وہ جو صالح سردار نے ہارا تھا اب کہاں ملنے والا

تھا وہ عاشق دیوانی لڑکی صالح کو ہمیشہ چاہے گی آخری سانس تک یا اسکے بعد بھی یہ بات

وہ نہیں جانتا تھا مگر اسکا اپنا دل اس سے اس بات پر خفا تھا اسنے دل کی نہیں سنی تھی

*

اگلے دن نوراں کو بھیج کر نسیم کو بھلایا گیا اور وہ اسے جن عجیب نظروں سے دیکھ رہی تھیں

وہ جان گیا کہ وہ جانتی ہیں انکی بیٹی اس سے محبت کرتی ہے صالح جبریل نے ان کی نظروں

میں کرب دیکھا تھا جو اسے شرمندہ کر گیا لیکن وہ اپنے فیصلے سے مکرنے والا نہیں تھا اور پھر وہ چلی گئیں تھیں

*

بڑے سردار کی بیوی کی وفات کی خبر پورے گاؤں کو بھی تھی اسے بھی معلوم ہوا تھا اسے دکھ ہوا انکے لیے مگر اس وقت اسے اپنی محبت کے کھو جانے کا دکھ تھا جو ہر دکھ سے بڑا دکھ تھا وہ سجدوں میں رو رو کر اس شخص کو مانگتی آئی تھی لیکن جس نے نہیں ملنا وہ نہیں ملا تھا وہ کسی اور کو بغیر مانگے عطا کیا جا رہا تھا بغیر کسی کوشش کے اور وہ جسے ہر کوشش کے بدلے وہی چاہیے تھا نہیں ملا تھا دعائیں سب بے مراد لوٹیں تھیں جو اسنے صالح جبریل کے واسطے خدا سے مانگیں تھیں

سردار کی بیوی کی وفات کو دو ہفتے گزر گئے تھے اب دونوں سرداروں کی شادی کے بارے میں تیاریاں ہو رہیں تھیں صالح اس دن کے بعد سے درخت پر جاتا ضرور تھا لیکن وہ سکون اسے کبھی حاصل نہیں ہو سکا تھا جو پہلے ملتا تھا کل اسکا نکاح تھا اور آج وہ یہاں آیا تھا یہ سوچ کر کے اس کے بعد وہ یہاں کبھی نہیں آئے گا اسنے اپنے قدم مضبوط موٹے تنے کی جانب بڑھائے اور وہیں بھیٹھ گیا سیگرٹ سلگھائی اور پینے لگا آج اسے بے چینی حد سے سوا ہو گئی

تھی مگر اسے کچھ پل کے لیے یہاں سکون ملا تھا اسنے آنکھیں بند کیں اور وہ جان گیا کہ وہ یہیں موجود ہے اسے سنے گی جو اسکی خاموشی سن رہی ہے اب اسکی باتیں بھی سنے گی ۔۔میں اسے کیسے کسی کے ساتھ دیکھوں گا؟ وہ تو مجھ سے محبت کرتی ہے وہ کس دل سے کسی اور کے ساتھ رہے گی؟ اسنے دل میں سوچا تھا مگر کہا کچھ نہیں تھا بیٹھا رہا آج خاموشی تھی دونوں کے درمیان گفتگو کرنے کو پھر وہ اٹھا اور جانے کے لیے مڑا مگر پھر رُکا اور بولا "وہ لڑکی صالح جبریل کی دیوانی لڑکی میں نے اسے مار دیا مجھے معاف کر دینا دیوانی لڑکی صالح جبریل تمھاری چاہت کے عشق کے قابل نہیں تھا" اور پھر وہ چلا گیا تھا

وہ جو کب سے اسے دیکھ رہی تھے درخت کی اوٹھ سے خاموشی سے باہر نکلی پھر اسکی وہ سیگریٹ اٹھائی اسکو یوں تھاما جیسے اسکا خزانہ ہو چار سال سے اس مرض میں مبتلا ہوں اس کی دوا نہیں ہے یہ لاعلاج ہے اور رہے گا وہ مجھے چاہے نا چاہے مجھے اسکی چاہت سے نہیں اپنے عشق سے غرض ہے میری چاہت کافی ہے ہم دونوں کے لیے پھر اسنے وارفتگی میں وہ آدھا پیا سیگریٹ چوما تھا اور رودی تھی پھر مڑتے اس درخت کو دیکھا تھا تم گواہ رہنا اسمارہ حمید کے عشق کے اور وہ چلی گئی تھی

*

آج نکاح کا دن تھا نسیم اور اسمارہ حویلی پہنچ گئے تھے سردار نے کے حکم پر اسے وہیں تیار ہونا تھا بیوٹیشن نے اسمارہ کو تیار کیا اور پھر برائیڈل ڈریس پہن کر جب اسنے شیشے میں دیکھا وہ ساکت ہوئی تھی بھلا کوئی اتنا حسین کیسے لگ سکتا ہے وہ ہر چیز پہنے سرخ رنگ کے عروسی لباس میں اپسرا لگی تھی کوئی حور سی دیوانی سی گڑیا چھوٹی سی اسکے بعد وہ پالر والی دوسری حویلی چلی گیی تھی اسمارہ کمرے میں اکیلی تھی جب اچانک دروازہ کھلا اور کوئی داخل ہوا اسنے مڑ کر دیکھا تو دھڑکنیں تھمیں تھیں آنے والا صالح جبریل تھا۔۔ سردار جس کی وہ دیوانی تھی وہی جس کے عشق نے اسے آج اس جگہ لا کھڑا کیا تھا وہ شیشے کے سامنے کھڑی تھی یک دم صالح کو دیکھتے مڑی تھی اور پھر سامنے نظر پڑنے پہ اسے ہر منظر بے رنگ لگا تھا سوائے اس منظر کے جہاں وہ تھی اسکا سردار تھا ایک فریم میں کھڑے وہ دونوں یوں تھے جیسے ایک دوسرے کے لیے بنے ہوں غلطی سے اس دنیا میں آ گئے ہوں اسمارہ حمید صالح ملک آج اس آئینے میں ایک ہو یے تھے ہو یے بھی کب؟ جب بچھڑنے کا وقت تھے وہ اسے مسلسل دیکھ رہا تھا اس منظر سے نظریں ہٹانا دنیا کا مشکل ترین کام تھا یا شاید اسے لگا تھا۔۔!!!

اسمارہ۔۔ سردار کے لب صرف ہلے تھے مگر وہ جان گئی تھی کہ اسنے اسی کا نام لیا تھا اسنے امید سے سردار کی جانب دیکھا تھا

"تم عشق کے قابل ہو ہر عیب سے بری عشق کے اسمارہ حمید کو جتنا چاہا جائے کم ہے اگر تمھاری منہ دیکھائی میں میں اپنی پوری سلطنت بھی تمھیں دے دوں تو بھی یہ سب کم ہو گا اسمارہ حمید کا صدقہ میں اپنی جان وار کر بھی پورا کر سکتا اگر تو میں کرتا"

سردار کے لفظ گونجے تھے اسکے ارد گرد پھر وہ کمرے سے باہر نکل گیا

وہ کتنے ہی لمحے اسکے یہ لفظ محسوس کرتی رہی تھی پھر وہ اپنے اوپر چادر لے گئی اسے اس روپ میں فقط سردار نے دیکھا تھا اب وہ نہیں چاہتی تھی کہ اسے کوئی اور دیکھے کچھ دیر بعد نوراں سردار بیگم اور نسیم کمرے میں داحل ہویے تھے انہوں نے اسے لیا اور باہر کی جانب قدم بڑھائے تھے سامنے مین ہال مین ایک سٹیج بنا کر اسکے درمیان پردہ لگایا گیا تھا جالی دار جس سے دلہا دلہن ایک دوسرے کو دیکھ سکیں اسنے چادر کو ذرا سا اوپر کیا تھا اسے اپنے ساتھ سردار صالح کی سجی سنوری دلہن بھی نظر آئی جس کے سامنے وہ بھیٹا تھا جس کے نصیب میں وہ تھا اسنے ایک آخری نظر سردار کو دیکھا دیوانگی سے یوں جیسے آخرے دیدار کر رہی ہو ایک آنسوں آنکھ سے بے مول ہو کر گر پڑا پھر وہ چہرا جھکا گئی تھی مولوی

صاحب شامیر ملک سے نکاح کا پوچھ رہے تھے اسکی اپنی دھڑکنیں سست ہو گئیں تھیں کچھ دیر کے بعد نکاح شروع ہوا پہلے شامیر ملک سے پوچھا جانے لگا اور اسنے سائن کئے مگر تب تک اسمارہ حمید آخری سانسیں گن چکی تھی اسکے ہاتھ پیر سن ہو چکے تھے پھر یک دم اسکا وجود ٹھنڈا پڑا تھا مولوی صاحب نے اسکا نام لیا اس سے پوچھا کہ کیا اسے شامیر ملک قبول ہے؟ جبکہ بس پہلے ہی بول پر اسمارہ کی سانسیں جدا ہو گئیں اسکی سانسیں رک رک کر جو چل رہیں تھیں اب بلکل رُک گئیں تھیں اور پھر وہ مولوی صاحب کے دوبارہ پوچھنے پر بھی جواب دینے سے پہلے ہے زمین بوس ہوئی تھی نسیم بیگم اسکی جانب بھاگیں تھیں مگر تب تک صالح جبریل پردہ پیچھے کرتے اسے زمین سے اٹھا کر گود میں لیے باہر کی جانب بھاگا تھا ہر طرف کھلبلی سی مچی تھی وہ اسے لیے پیسنجر سیٹ پر بھیٹا تھا اٹھو۔۔ لڑکی تمھیں کچھ نہیں ہو گا اسنے ڈرائیور کو گاڑی تیز چلانے کا حکم دیا تھا جبکہ حویلی سے باقی سب گاڑیاں بھی نکلیں تھیں انکے پیچھے ہی نسیم بیگم ایک طرف ساکت کھڑیں تھیں ادھر وہ اسکا ہاتھ تھامے بار بار اسے پکار رہا تھا اسکا نام لے رہا تھا اسمارہ حمید کو اپنا نام کبھی اچھا نہیں لگا تھا لیکن اب لگ رہا تھا اسکے آنسو نکل رہے تھے مگر اسکی سانسیں اکھڑ رہیں تھیں یوں جیسے موت سر پر کھڑی ہو اسمارہ کا ہاتھ صالح کے چہرے پر گیا تھا

میرے جنازے کو کندھا ضرور دیجیئے گا۔۔ سردار اسے اسکے اس دن بولے گئے الفاظ یاد آئے تھے سردار اا۔۔ی۔۔یک بب۔۔ باار کہ۔۔دیں۔۔ کہ

۔۔مج۔۔ھے۔۔۔چ۔۔چاہتے۔۔ہی۔۔ں((ایک بار کہ دیں کہ مجھے چاہتے ہیں)

سردار اسمارہ کی زبان سے نکلتے لفظ ٹوٹ رہے تھے لیکن وہ مسلسل اسے دیکھ رہی تھی

۔۔ہاں لڑکی۔۔دیوانی لڑکی یہ سردار تمھیں بہت چاہتا ہے۔۔پپ پلیز ٹھیک ہو جاؤ

۔۔م۔میں تمھیں چاہتا ہوں یار۔۔ سنو۔۔اپنے سردار کو اکیلا نہیں چھوڑ کر جاؤ۔۔میری دیوانی لڑکی۔۔اٹھو نا۔۔!! ابھی اسکے لفظ درمیان میں ہی تھے کہ اسمارہ حمید کی سانسیں ساکت ہو گئیں وہ جسم کا ساتھ چھوڑ گئیں وہ اپنے سردار کی گود میں جان دے گی تھی اسنے عشق میں خیانت نہیں ہونے دی تھی اسنے سردار کو کہی بات پوری کر دی تھی کسی کو وہ تین بار اپنے حق میں قبول نہیں کر پائی تھی وہ مر گئی تھی ہاں اسمارہ حمید نے سردار صالح کو اتنا چاہا کہ چاہنے کہ حد کر دی صالح نے خوف سے اسکی بے جان آنکھوں کو دیکھا تھا پر ان پر ہاتھ رکھتے انکو بند کیا تھا ہو سپٹل آتے ہی وہ اسے لے کر اندر کی جانب بھاگا تھا

ڈاکٹر۔۔ڈاکٹر جلدی کریں اسکی آواز پر تمام سٹاف باہر آگیا تھا اسے آئی سی یو میں لے جایا گیا تھا اور کچھ دیر بعد ڈاکٹر باہر نکلے تھے اسکے پاس آئے جو کاریڈور میں ہی کھڑا تھا اسکی

آنکھیں کسی مسافر کی طرح منزل پر پہنچنے کے قریب جا کر دور ہو جانے کے ڈر سے سرخ ہو گئی تھیں دیکھیں "وہ اب اس دنیا میں نہیں رہیں وہ یہ دنیا چھوڑ گئی ہیں" ڈاکٹر کے یہ لفظ صالح جبریل کو بھی کہیں کا نہیں چھوڑ گئے تھے اسکا ہاتھ اپنے دل پر گیا تھا اور پھر وہ بے یقینی سے اندر بڑھا تھا اسے یقین نہیں تھا ایسا نہیں ہو سکتا تھا وہ ایسے نہیں جا سکتی تھی صالح جبریل اسکے بغیر سانسیں کیسے لے رہا تھا یہ وہی جانتا تھا۔۔دیوانی لڑکی اٹھو صالح جبریل تمھیں بہت چاہتا ہے اٹھو۔۔وہ چیخ رہا تھا مگر اسنے نہیں تھا اٹھنا نہیں اٹھی جب دنیا میں وہ اسے کسی اور کے نام کرنے پر تلا تھا اب جب وہ نہیں رہی تھی تو وہ بچوں کی طرح اپنے بڑے بھائی کے سینے سے لگے سسک رہا تھا وہاں اس کمرے میں کھڑے اسکے بابا اسکے بھائی اسکی تکلیف پر اسے دلاسہ دینے کے علاوہ کیا ہی کر سکتے تھے وہ بری طرح ٹوٹا تھا ۔۔بابا اسکو کہیں نہ اسکا سردار اسے بھلا رہا ہے آجایے وہ میری ہر بات۔مانتے ہے یہ بھی مان لے نا لیکن وہ لڑکی جو اسکے عشق میں سانسیں لیتی تھی سانسیں بند تھیں اسکی وہ سانس نہیں لے رہی تھی تو بھلا صالح جبریل کیسے سانسیں یوں لے سکتا تھا۔۔اللہ۔۔وہ اللہ کو پکارتے سسک سسک کے رو دیا تھا

*

وہ اسکے جنازے کو کندھا دیے قبرستان کی جانب قدم بڑھا رہا تھا اسمارہ حمید کو کندھا دینے والا عاشق سردار اسکی کچھ پل کی جدائی نے اس سردار کی سانسیں روک دیں تھیں لیکن وہ تو اب ہمیشہ کے لیے جدا رہنے والے تھے کبھی نہ ملنے والے تھے یہ جدائی اب موت تک تھی یا شاید موت کے بعد بھی۔۔!!!

وہ اسے قبر میں اتار رہا تھا اور اسکے ہاتھ کانپ رہے تھے دل کسی بچے کی مانند سسک رہا تھا وہ صالح جبریل اس سے ناراض ہو جانا چاہتا تھا لیکن نہیں ہو سکا وہ اسے قبر میں اتار کر اب اسکی قبر پر بیلچوں کی مدد سے مٹی ڈال رہا تھا ساتھ باقی افراد تھے اسے پرواہ نہیں تھیں چند پل اور پھر اسمارہ حمید کا وجود دنیا سے غائب ہو گیا اسے دفناتے دفناتے وہ بھی دفن ہو گیا تھا زندہ اسی قبر میں اسمارہ حمید کا پردہ ہو گیا صالح جبریل سے قیامت تک کے لیے وہ اسے نہیں دیکھ سکتا تھا اب اسکی آواز نہیں سن سکتا تھا اب کون صالح جبریل کو چاہے گا؟ اب کون۔اسکی سیگریٹ اٹھایا کرے گا؟ کون اسکا انتظار کرے گا؟ وہ جو یہ سب کرتی تھی وہ تو رہی ہی نہیں تھی سب چلے گئے قبرستان خالی ہو گیا وہ وہیں تھا اسکی قبر کے سرہانے بھیٹا ہوا صالح نہیں بلکہ دیوانہ صالح وہ سسک رہا تھا جب کسی نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا تھا وہ مڑا تو سامنے ایک گورکن کھڑا تھا صالح نے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا تھا وہ لڑکی دو دن

پہلے یہاں آئی تھی۔۔!!! گورکن کی بات پر وہ جھٹکے سے مڑا تھا کون؟ یہی جس کا جنازہ ابھی لایا گیا ہے آپکو کیسے پتا ہی تھی؟ صالح کو یقین نہیں آرہا تھا کیونکہ وہ کہ گئی تھی اسکی قبر تیار کردوں وہ ٹھیک دو دن بعد یہاں دفنائی جائے گی میں نے وجہ پوچھی تو بولی سردار کا حکم ہے اور یہ حکم میری جان لے لے گا اور بس پھر وہ روتی ہوئی چلی گئی تھی جبکہ گورکن کی بات سنتے صالح جبریل جیسے مر گیا تھا۔۔ آہہ اسارہ حمید تمسے کیا کہوں؟ کیا گلا کروں؟ اتنا یقین تھا تمھیں کہ تم میرے علاوہ کسی کو قبول نہیں کر پاؤ گی۔۔ دیوانی لڑکی خدا گواہ ہے صالح جبریل کو تم سے عشق ہو گیا ہے اور یہ کہتے کہتے وہ رو دیا تھا اتنا اونچا لمبا مرد کسی لڑکی کی قبر پر بھیٹا رو رہا تھا عشق تھا اور اس حدتِ عشق میں وہ اب ہمیشہ جلنے والا تھا۔

*

چار سال بعد

وہ اس درخت کے پاس بھیٹا اسکو دیکھ رہا تھا کچھ دیر بعد اس نے سیگریٹ سلگھائی اور پھر اسکی آواز گونجی تھی "تم نے میرے ساتھ وفا نہیں نبھائی اسارہ حمید مجھے اکیلے چھوڑ کر چلی گئی اپنے سردار کو" آدھی سیگریٹ اس نے بجھا دی اور پھر ادھر ادھر دیکھا اسکی کافی ساری سیگریٹ یوں ہی پڑیں تھیں کسی نے انکو وہاں سے ہلایا نہیں تھا اسکے دل میں ہوک سی

اٹھی تھی چار سال سے وہ مسلسل اس جگہ آتا تھا مگر وہ احساس وہ سب پہلے جیسا نہیں تھا اسنے اسمارہ حمید کے بعد جیسے سب چھوڑ دیا تھا وہ بس اس کا عاشق بن کر رہ گیا تھا وہ شخص جو کہتا تھا تم کچھ وقت کے بعد یہ سب بھول جاؤ گی یہ عشق کا بھوت اتر جائے گا وہ آج خود اسکے عشق میں گرفتار تھا کچھ چیزوں کی وقت پر جب قدر نہ کی جایے تو وہ بے معنی ہو جاتی ہیں جیسے مردہ وجود کے ماتھے پر معافی کا بوسہ آج وہ نہیں تھی مگر اسکے عشق میں پل پل جلتا صالح جبریل تھا

"لوگ غلط کہتے ہیں کہ وقت ہر زخم مندمل کر دیتا ہے وقت کے ساتھ ساتھ زخم گہرے ہو جاتے ہیں گہرے پرانے اور لاعلاج جنکا کوئی حل نہیں ہوتا جنکے مندمل ہونے کا کبھی وقت نہیں آتا۔"

صالح جبریل کے درد کا بھی کوئی علاج نہیں تھا۔

ختم شد۔۔!!

Novel Hi Novel & Online Web Channel

السلامُ علیکم !

ناول ہی ناول" اور "آن لائن ویب چینل آپ کے لیے لایا ایک سنہری موقع

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنے قلم کی آواز کو لوگوں تک پہچانا چاہتے ہیں، تو اپنی لکھی گئی کوئی بھی تحریر (حمد، نعت، ناول، افسانہ، آرٹیکل، ریسیپی، نظم، غزل، اقوال) یا جو بھی آپ کے ذہن میں ہو اور آپ لکھنا چاہتے ہیں، ہم تک پہچائیں۔ ناول ہی ناول" اور "آن لائن ویب چینل بنے گا وہ سیڑھی جو آپ کو آپ کی پسندیدہ ویب سائیٹ تک پہنچانے کا ذریعہ بنے گا۔ اگر آپ اپنی تحریریں ناول ہی ناول" اور "آن لائن ویب چینل کی ویب سائیٹ میں دینا چاہتے ہیں تو رابطہ کریں۔ ناول ہی ناول" اور "آن لائن ویب چینل آپ کو آپ کے عین مطابق پلیٹ فارم مہیا کر رہا ہے تو جلدی سے قلم اٹھائیں اور لکھ ڈالیں جو آپ کے ذہن میں مرکوز ہے۔ شکریہ !

اپنی تحریریں ہمیں اس پتہ پر ارسال کریں۔

NovelHiNovel.Com & OnlineWebChannel.Com

NovelHiNovel & OWC Official

NovelHiNovel@Gmail.Com

OnlineWebChannel @Gmail.Com

03155734959

ختم شُد

اگلا ناول صرف ناول ہی ناول "اور" آن لائن ویب چینل پر

NovelHiNovel.Com

OnlineWebChannel.Com

Novel Hi Novel & Online Web Channel

السلام علیکم !

ناول ہی ناول" اور "آن لائن ویب چینل آپ کے لیے لایا ایک سنہری موقع

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنے قلم کی آواز کو لوگوں تک پہچانا چاہتے ہیں، تو اپنی لکھی گئی کوئی بھی تحریر (حمد، نعت، ناول، افسانہ، آرٹیکل، ریسیپی، نظم، غزل، اقوال) یا جو بھی آپ کے ذہن میں ہو اور آپ لکھنا چاہتے ہیں، ہم تک پہچائیں۔ ناول ہی ناول" اور "آن لائن ویب چینل بنے گا وہ سیڑھی جو آپ کو آپ کی پسندیدہ ویب سائیٹ تک پہنچانے کا ذریعہ بنے گا۔ اگر آپ اپنی تحریریں ناول ہی ناول" اور "آن لائن ویب چینل کی ویب سائیٹ میں دینا چاہتے ہیں تو رابطہ کریں۔ ناول ہی ناول" اور "آن لائن ویب چینل آپ کو آپ کے عین مطابق پلیٹ فارم مہیا کر رہا ہے تو جلدی سے قلم اٹھائیں اور لکھ ڈالیں جو آپ کے ذہن میں مرکوز ہے۔ شکریہ !

اپنی تحریریں ہمیں اس پتہ پر ارسال کریں۔

NovelHiNovel.Com & OnlineWebChannel.Com

NovelHiNovel & OWC Official

NovelHiNovel@Gmail.Com

OnlineWebChannel @Gmail.Com

03155734959